Biannual Research Journal
AL-IDAH
Published by
SHAYKH ZAYED ISLAMIC CENTRE
UNIVERSITY OF PESHAWAR
PESHAWAR PAKISTAN
ISSN (Print) : 2075-0307
ISSN (Online) : 2664-3375
OPEN ACCESS
ششماہی تحقیقی مجلہ
الإيضاح
شیخ زاید مرکز اسلامی جامعہ پشاور
www.al-idah.szic.pk
JAN-JUNE 2021
VOL:39 ISSUE:1

پاکستانی معاشرے کو درپیش مسائل، وجوہات اور حل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ

Pakistani society's Problems, causes and solutions

(An overview in the teachings of Islam)

Author(s): **1. Dr. Farhat Aziz**

Associate Professor,Lahore College for Women University, Lahore
Email: farhatfcc27@gmail.com

2. Dr. Syed Naeem Badshah

Chairman Islamic Studies, The University of Agriculture, Peshawar
Email: syenbs@yahoo.com

Issue:
http://al-idah.szic.pk/index.php/al-idah/issue/view/34
URL:
http://al-idah.szic.pk/index.php/al-idah/article/view/748.
Citation: *Farhat Aziz and Badshah, S.N. 2021. Pakistani Society's Problems, Causes and Solutions (An Overview in the Teachings of Islam). Al-Idah . 39, - 1 (Jun. 2021), 222 - 240.*

Publisher: *Shaykh Zayed Islamic Centre, University of Peshawar, Al-Idah – Vol: 39 Issue: 1 / Jan – June 2021/ P. 222 - 240.*

Article DOI:
https://doi.org/10.37556/al-idah.039.01.0748

Received on: 23 – March - 2021
Accepted on: 06 – June - 2021
Published on: 30 – June - 2021

cc BY

Islamic Research Index
Crossref
DOAJ DIRECTORY OF OPEN ACCESS JOURNALS
INTERNATIONAL Scientific Indexing
INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL

Abstract:
This article deals with the analysis of social problems of Pakistan and suggests their solutions in the light of Islam. The system needs fundamental changes at multiple levels. Politically democratic system needs to be strengthened. Overall our political system, governance, institutional processes and administrative structure see a change in the context of self-improvement. But to what extent are all parties ready for this change and what do they want to do on their own to make the existing flaws in the state system an improvement? Self-analysis and a strong motivation is required to bring this sea-change to bring it in cognizance of the true spirit of Islam.

Key Words:
Pakistani country, Problems, causes, solutions, Islamic Perspective

تعارف:

پاکستان ایک منفرد ملک ہے۔یہ ایک مضبوط نظریے کے سبب وجود میں آیا۔ پاکستان کو قائم ہوئے ۷۳ سال گذر چکے ہیں۔ پاکستانی معاشرے میں تقریبا ۹۷٪ مسلمان لوگ آباد ہیں۔ جبکہ اسی معاشرے میں دیگر اقلیتیں عیسائی ، ہندو اور سکھ بھی پاکستانی شہریت کی حامل ہیں۔ تمام اقلیتوں کو مکمل معاشرتی ، معاشی ، سیاسی اور خاص طور پر مذہبی آزادی کے حقوق حاصل ہیں۔ پاکستان میں گنجان آباد شہر مثلا کراچی ، لاہور وغیرہ بھی موجود ہیں اور دوسری طرف ترقی سے مفقود دیہی علاقہ جات بھی ہیں۔ جن کی طرف حکومت بھی خاص توجہ مبذول نہیں کرتی۔ پاکستانی معاشرے میں کئی سیاسی تحریکوں کے ساتھ ساتھ دیگر اور تحریکات بھی معاشرتی حقوق کے حصول کے لیے مصروف عمل ہیں۔ جن میں قابل ذکر انسانی حقوق کا تحفظ ، فضائی آلودگی اور تحریک حقوق و آزادی نسواں شامل ہیں اس معاشرے میں قیام پاکستان کے ساتھ ساتھ اور دساتیر کی تشکیل میں اسلامی قانون و شریعت کو نافذ کرنے پر زور دیا جاتا رہا۔ اس معاشرے کے حسن کو جو چیز نمایاں کرتی ہے وہ اس معاشرے کی علاقائی ثقافتیں ہیں جن میں خاص طور پر پنجابی ، بلوچی ، پختون ، سندھی قابل ذکر ہیں۔ پاکستانی معاشرہ کئی سالوں سے بجلی کے بحران کا شکار ہے جس کی وجہ سے مزدور بے روزگار ہو رہے ہیں اور صنعتیں بحران کا شکار ہیں۔ اس معاشرے میں بنیادی ضروریات دن بدن مہنگی ہوتی جارہی ہیں۔ جیسا کہ تعلیم ، صحت ، روٹی ، کپڑا اور مکان کا حصول عام شہریوں کی پہنچ سے دور جاتا رہا ہے جس کی وجہ سے ہم پاکستانی ریاست کو فلاحی ریاست ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس معاشرے میں رشوت ، منافرت ، تنگ نظری ، عدم برداشت ، بہتان تراشی ، سفارش ، اقرباء پروری ، جاگیر

درانہ نظام، لسانی و گروہی تعصّبات کے ساتھ ساتھ فرقہ واریت بھی عروج پر ہے۔ جہاں تک پاکستانی معاشرہ کی قومی زبان کا تعلق ہے۔ ۷۲ سال گزر جانے کے باوجود بھی اُردو زبان کو قومی زبان کا درجہ حاصل نہیں ہو سکا۔ یہاں تک کہ مقابلہ جات کے اعلیٰ ڈگریوں کے حصول کے امتحانات بھی انگریزی زبان میں ہوتے ہیں[۱]۔

مقاصد تحقیق:

اس تحقیق کا مقصد پاکستان کو درپیش مسائل اور وجوہات کو بیان کرنا ہے اور پاکستان کے مسائل کے لیے حل اور تجاویز بیان کرنا ہے۔ تاکہ پاکستانی معاشرے پر اس کا اطلاق کرتے ہوئے اسے مزید ترقی کی طرف گامزن کیا جاسکے۔ مثلاً ناخواندگی و جہالت، غربت و افلاس، دولت کی غیر مساویانہ تقسیم، کمزور معیشت، فکری انتشار، فرقہ واریت، انتہاء پسندی، تکفیریت، تقلید مغرب، امر بالمعروف و نہی عن المنکر و جہاد کی عدم موجودگی اور ریاستی اداروں میں اختلافات وغیرہ کی طرف نشاندہی کی گئی ہے۔ جن میں اہم ترین لوگوں کے فکری انتشار کو ختم کرنا ضروری ہے۔ جس کے لیے عقائد و عبادات کی اصلاح عالمگیر امت کے تصور کو فروغ دیتے ہوئے مساوات، اخوت اور عدل و انصاف کی بروقت فراہمی اہم عناصر ہے۔ معاشرے کے افراد میں برداشت اور رواداری کا فروغ فکری انتشار کو ختم کرنے کے لیے معاون و مددگار ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ معاشرے کے تمام افراد اور ریاستی ذمہ داران پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کے تحت اسلام کے اولین مقصد پر کام کرنا واجب ہے۔ تاکہ تمام لوگ اپنی ذمہ داریوں اور حقوق سے آگاہ ہوں اور خوشحال پاکستان کے لیے اپنی خدمات بہم پہنچائیں۔

قیام پاکستان کا پس منظر بھی اسلام کے پیغام کو پھیلانا تھا۔ برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی آمد نبی کریم ﷺ کی وفات کے چند سال بعد ہو گئی تھی[۲] خاص طور پر عرب فاتح محمد بن قاسم کی فیاضی اور حسن سلوک نے سندھ کے لوگوں کے دل جیت لیے۔ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دور میں عمر بن مسلم باہلی کو نیا والی سندھ مقرر کیا[۳] ہندوستان میں عربوں کی قائم کردہ اسلامی حکومت سے لے کر محمود غزنوی تک کوئی بیرونی حملہ نہیں ہوا۔ شہنشاہ اکبر، جہانگیر، شاہجہان اور عالمگیر کا زمانہ مسلمانوں کی حکومت کا انتہائی عروج تھا[۴] اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں فتاویٰ ھندیہ مرتب ہوا[۵] اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد ہندوستان کے مسلمان مجموعی طور پر زوال کی طرف بڑھنے لگے۔ شاہ ولی اللہ نے نجیب الدولہ کو اصلاح عمل کی کوششوں کی طرف متوجہ کیا اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے احمد شاہ ابدالی کو خط بھی لکھا مگر ۱۷۵۷ء میں انگریزوں نے سراج الدولہ کو شکست دی اور عملاً اختیارات انگریزوں کے ہاتھوں میں آ گئے[۶]۔ ان حالات میں سر سید احمد خان (۱۸۱۷-۱۸۹۸) مسلمانوں کے لیے نجات دہندہ کی حیثیت سے

ابھر کے سامنے آئے۔ انہوں نے آل انڈیا ایجو کیشنل کانفرنس کے ذریعے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ ابتدا میں تو سر سید احمد خان کی یہ سوچ تھی کہ مسلمان اور ہندو مل کر انگریزوں کے ساتھ کام کریں مگر رفتہ رفتہ ہندوؤں کی مسلم دشمنی سامنے آ گئی تو انہوں نے مسلمانوں کے لیے جداگانہ انتخاب کا مطالبہ کیا۔ اور ہندوؤں کے ساتھ مشترکہ جدوجہد کو ترک کر دیا۔[۷] ۱۸۵۶ میں برصغیر کے مسلمانوں نے اپنے حقوق کے حصول کے لیے سب سے پہلے محمڈن ایسوسی ایشن کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ اس کے بعد نواب عبداللطیف نے محمڈن لٹریری سوسائٹی قائم کی۔ اسی طرح سر سید احمد خان نے ۱۸۶۶ میں علی گڑھ میں برٹش انڈیا ایسوسی ایشن کے نام سے ایک تنظیم کی بنیاد رکھی۔ ۱۸۷۷ء میں سید امیر علی نے سینٹرل نیشنل ایسوسی ایشن قائم کی۔ ۱۸۸۳ء میں علی گڑھ کے مسلم رہنماؤں نے محمڈن پولیٹیکل ایسوسی ایشن قائم کی۔ ان سب کا مقصد مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ تھا[۸] تحریک پاکستان کے تمام علماء نے پاکستان کی نظریاتی اساس کو مضبوط کرنے کے لیے اپنی کاوشیں کیں۔ پاکستان کی نظریاتی اساس کو قائداعظم کے خطاب ۱۹۴۸ کی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے۔

آج بھی اسلامی اصولوں کا زندگی پر اطلاق اسی طرح ہوتا ہے، جس طرح چودہ سو سال پیشتر ہوتا تھا۔ رسول اکرم ﷺ ایک عظیم رہبر اور ایک عظیم قانون عطا کرنے والے فرمانروا تھے جنہوں نے حکمرانی کی۔ ایک فرمانروا کی حیثیت تک آپ ﷺ نے جس چیز میں ہاتھ ڈالا کامیابی نے آپ ﷺ کے قدم چومے۔ رسول اکرم ﷺ عظیم ترین انسان تھے۔ جن کا چشم عالم نے آپ ﷺ سے پہلے کبھی نظارہ نہیں کیا۔ چودہ سو سال گزرے کہ آپ ﷺ نے جمہوریت کی بنیاد ڈالی[۹] بلاشبہ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور وہ نظریہ اسلام ہے۔ قائداعظم کی قیادت میں ہی بالآخر لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو برطانوی حکومت کی جانب سے اقتدار پاکستان کی دستوریہ کو منتقل کر دیا گیا اور مسلمانوں نے جہد مسلسل کے ذریعے آزادی کی منزل کو حاصل کر لیا۔[۱۰] قائداعظم پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کے خواہاں تھے جس میں اللہ کے احکام کی پاسداری ہو اور ایک مثالی اسلامی ریاست بنا کر اقوام عالم کے سامنے پیش کی جائے۔ ذیل میں پاکستان کے معاشرتی، معاشی، سیاسی واخلاقی مسائل کو مختصرا بیان کیا جاتا ہے اور پاکستان کی تشکیل نو کے لیے فقہ السیرۃ کی روشنی میں حل اور تجاویز بھی ساتھ ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ تاکہ پاکستان کو ممکنہ حد تک ترقی کی راہ پر گامزن کرتے ہوئے خالصتاً اسلامی معاشرہ بنایا جاسکے۔

پاکستان کو درپیش سب سے بڑا چیلنج ریاست، حکومت اور عوام کے درمیان باہمی تعلق کا ہے۔ اس وقت معاشرے میں موجود امیر اور غریب کی تقسیم سمیت جو مختلف نوعیت کی محرومیوں پر مبنی سیاست ہے، نے کمزور اور عام آدمی کا ریاستی رشتہ کمزور کیا ہے۔ اس وقت سب سے بڑی توجہ کا مرکز طاقت ور اور مالی طور پر مستحکم افراد کے مقابلے میں کمزور اور

محروم طبقات کو اپنی بنیادی نوعیت کی ترجیحات کا حصہ بنانا ہوگا جس میں خاص طور پر شہریوں کے بنیادی حقوق کی فراہمی کو یقینی بنانا ریاست اور حکومت کی بنیادی بڑی ذمہ داری کے زمرے میں آتا ہے۔

پاکستان کو درپیش مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ غربت و افلاس ہے۔ جس نے لوگوں کو خودکشیوں پر مجبور کر دیا ہے۔ پاکستان ہر شعبہ خواہ وہ صنعت ہو یا زراعت اس وقت سنگین مسائل سے دوچار ہے۔ روزگار کے مواقع نہ ہونے کے برابر ہیں۔ نصف سے زائد آبادی بنیادی ضروریات سے محروم دکھائی دیتی ہے۔ غربت و افلاس کے اس پریشان کن مسئلہ کا حل سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں کچھ یوں ہے کہ آپ ﷺ نے ہاتھ سے کما کر کھانے کی ترغیب دی ہے: [۱۱] "یعنی ہاتھ سے کما کر کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں ہو سکتا اور یہی وجہ ہے کہ اللہ کے نبی حضرت داؤدؑ بادشاہ ہونے کے باوجود ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے "تاہم اگر کسی جگہ محنت کے باوجود روزگار کے حصول کے مناسب اور معقول مواقع نہ ہوں تو اللہ کی زمین میں دوسری جگہ ہجرت کر جاؤ، اللہ کریم وہاں خوشحالی اور وسعت عطا فرمائیں گے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً [۱۲] "تاہم شریعت محمدیہ درجات معیشت میں سوشلزم کی طرح غیر فطری مساوات کی تو قائل نہیں ہے۔ البتہ اس نے حق معیشت میں بغیر کسی تفریق کے جملہ انسانوں کو برابر قرار دیا ہے۔ اس کے لیے رضاکارانہ برادرانہ مساوات، باہمی ہمدردی و غمخواری سے کام لیا جائے۔ اس لیے غربت و افلاس کا مسئلہ زیادہ تر شریعت محمدیہ کے انھی بے نظیر و بے مثال اور مؤثر تعلیمات سے حل ہو جاتا ہے۔

سیرۃ ﷺ کی روشنی میں اس کی سب سے بڑی مثال سرکار دو عالم ﷺ کا وہ مواخاۃ ہے جو آپ ﷺ نے مہاجرین مکہ اور انصار مدینہ کے درمیان قائم فرمایا تھا جس کی مدد سے آپ ﷺ نے مہاجرین کی رہائش، خوراک اور کاروبار کے مسائل کو اتنی آسانی سے حل فرمایا کہ تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی، صحابہ حاجت مند کو اپنے اوپر ترجیح دیتے اور غریب کے حقوق کی حفاظت کرتے [۱۳]۔

کسی ملک میں غربت و افلاس کا ایک بڑا سبب وہاں کے امراء بالخصوص اس حکومت و اقتدار کا تعیشات میں پڑ جانا ہے۔ اسلامی نکتہ نگاہ سے کوئی آدمی حتیٰ کہ سربراہ مملکت بھی عام لوگوں کے مقابلے میں بودوباش، کھانے پینے اور دوسرے انسانی حقوق میں کوئی امتیاز نہیں رکھتا ہے۔ پاکستان میں غربت و افلاس کی ایک بڑی وجہ حکمرانوں، عوامی نمائندوں اور دولت مندوں کی عیش کوشی بھی ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ حکام بالا سے لے کر نیچے تک دفاتر میں سادگی کو فروغ دیا جائے۔ اور معاشی خوشحالی کے حصول تک صرف ضروریات پر اکتفا کیا

جائے۔ کم از کم بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے سیرت طیبہ ﷺ سے رہنمائی لینی ہوگی تاکہ دولت کی مساویانہ تقسیم سے غربت وافلاس کا خاتمہ ہوسکے۔

حکومت پاکستان درج ذیل اقتصادی پریشانیوں سے بھی دوچار ہے۔ مثلاً برآمدات میں کمی، غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی، افراط زر، مالیاتی خسارہ، بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (آئی۔ایم۔ایف) سے قرضوں کی شرح میں اضافہ بڑھتے ہوئے دفاعی اخراجات اور انتہاپسندی کے خلاف جنگ معیشت کے بوجھ میں اضافہ کر رہے ہیں۔ پاکستانی معیشت کو بہتر بنانے کے لیے پاکستان میں غیر ملکی امداد پر بھروسہ کرنے کی بجائے سرمایہ کاری کے لیے موافق ماحول بنانا ضروری ہے۔ برآمدات بڑھانے کے لیے پاکستان کو نئے پلانٹ اور آلہ جات کے ذریعے سے اپنے صنعتی حلقوں کو جدید کرنے کی ضرورت ہے تاکہ مصنوعات کی ایجاد کے ساتھ ساتھ برآمدات، تحقیق وترقی اور فی کس آمدنی کو بڑھایا جاسکے تاہم اہداف کے حصول کے لیے ٹیکس کی فی کس شرح بڑھانے کی بجائے قومی اور صوبائی سطح پر مالی شفافیت کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کو اپنے اہداف کے حصول کے لیے جلد از جلد صحیح معنوں میں مستحکم اور پائیدار معیشت کی تعمیر کرنا ہوگی۔ سیرۃ ﷺ کی روشنی میں معیشت بہتر بنانے کے لیے معاشی سرگرمیوں کی اہمیت واضح نظر آتی ہے۔ رسول ﷺ نے اجتماعی مفاد کو ذاتی مفاد پر ترجیح دی ہے۔ اسلامی معیشت کے اس زریں اصول کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے "حضرت ابیض بن جمال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مآرب میں نمک کی جو جھیل تھی اس کو عطیہ کے طور پر مانگا آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ ایک شخص نے یہ دیکھ کر عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ نے نمک کا ہمیشہ جاری رہنے والا خزانہ کیوں اس کے حوالہ کر دیا۔ آپ ﷺ نے حقیقت سے آگاہی کے بعد زمین واپس لے لی اور دینے سے انکار فرمادیا"[۱۴] آپ ﷺ نے کئی مقامات پر مفاد عامہ کو ذاتی ومخصوص جماعت کے افراد پر ترجیح دی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارتکاز دولت کی ہر شکل کی مذمت اپنے قول وفعل دونوں سے فرمائی ہے۔ بہبود عامہ کے لیے درختوں اور کھیتی باڑی کی اہمیت واضح ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے جو مسلمان درخت لگاتا ہے یا کھیتی باڑی کرتا ہے اور اس میں سے جانور یا انسان یا چوپائے اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں تو یہ عمل اس مومن کے حق میں صدقہ بن جاتا ہے[۱۵]۔ بنجر اور مردہ زمینوں کو آباد کرنے پر اسلام نے اس کی حق ملکیت کو تسلیم کیا ہے آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے کسی مردہ زمین کو آباد کیا وہ اس کی ملکیت ہوگی[۱۶]۔

تاہم سیرت کے عمیق مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپ ﷺ کی معاشی زندگی اور بنیادی تصورات اپنے مفہوم کے لحاظ سے پوری انسانیت کے لیے انفرادیت کے حامل ہیں۔ آپ ﷺ کا پیش کردہ معاشی نظام نہ صرف

ممتاز بلکہ نافذ العمل ہے۔ اس بنیادی ڈھانچے کے قائم رکھنے میں بنیادی رکاوٹ جاگیر دارانہ، سرمایہ دارانہ کمیونیزم واشتراکیت کے نظاموں سے ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عصر حاضر میں پاکستان میں معیشت کی بہتری تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں کی جائے۔

پاکستان میں فکری وحدت کی کمی اور انتشار پایا جاتا ہے۔ یہاں مذہبی ہم آہنگی، اتحاد امت، بین المذاہب رواداری، دستور کی عملی شکل، ریاستی اداروں کا احترام، حقوق وفرائض کی اہمیت، معاشی کفالت، سماجی بہبود اور بنیادی انسانی حقوق کا ڈھانچہ موجود نہیں ہے۔ دستور صرف کتابی شکل میں موجود ہے۔ دستور کی عملی شکل نظر نہیں آتی۔ اس صورت حال میں اپنی قوت اور وقار کو قائم رکھنے کا واحد راستہ اتحاد ویگانگت ہے۔ آپ ﷺ کی ہجرت مدینہ سے قبل وہاں کے رہنے والوں میں بدامنی، افراتفری، خونریزی، نفاق اور بربریت کا دور دورہ تھا۔ اس دور میں انصار کے قبائل اوس وخزرج اور یہود کے تین قبیلے بنو نضیر، بنو قینقاع اور بنو قریظہ پورے یثرب پر غالب تھے۔ ویسے وہاں پر قبائلی نظام تھا لیکن کسی کی عزت، جان ومال محفوظ نہ تھے۔ جب انھوں نے آپ ﷺ کی تعلیمات کو سنا جو کہ امن وآشتی، محبت، رواداری، اخوت اور بھائی چارے پر مبنی ہونے کے ساتھ ساتھ داخلی وخارجی امن کی ضامن ہیں۔ توانہوں نے آپ ﷺ کی قیادت کو بطور اپنا پیشوامان لیا۔[۱۷]

پاکستان کی موجودہ صورت بھی ایک متفقہ قیادت کو سامنے لانے کا تقاضا کرتی ہے۔ جسے دین کا شعور ہونے کے ساتھ ساتھ عصری اور بین الاقوامی تقاضوں سے مکمل آگہی حاصل ہو۔ اور تمام امت کو بلااختلاف قرآن وسنت پر مبنی نظام پر مجتمع کرنے والی ہو۔ اس کے علاوہ پاکستان میں فکری انتشار کا سدباب کرنے کے لیے ایک مثالی اسلامی معاشرے کی تشکیل ضروری ہے۔ تمام انسانوں میں عموماً اور مسلمانوں میں خصوصاً نوع انسانی سے محبت، شرک سے نفرت، توحید سے عشق، کفر سے دوری، انتہا پسندی کی مخالفت، دینی ودنیاوی امور میں غلو سے پرہیز اسلام سے محبت، خواہشات کی غلامی سے نجات، راہ حق میں سب کچھ کرنے کی ہمت، ذات باری تعالیٰ کا عرفان حقوق اللہ وحقوق العباد کی اہمیت کا جذبہ سیرت النبی ﷺ پر عمل پیرا ہونے سے بیدار ہوتا ہے۔

پاکستان کا خطرناک مسئلہ ناخواندگی ہے۔ جو ہمارے معاشرتی رویوں کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔ قوموں کی ترقی کا دارومدار تعلیم پر ہوتا ہے۔ اور ہماری حکومت شرح خواندگی کو بڑھانے کے لیے تعلیمی اصلاحات کر رہی ہے۔ ہر سال ملکی بجٹ کا ایک خاص حصہ تعلیم پر خرچ ہوتا ہے۔ تعلیمی ترقی کما حقہ نہ ہونے کے دیگر اسباب بھی ہیں۔ جیسے آبادی میں اضافہ، غربت وافلاس اور بچوں سے جبری مشقت وغیرہ۔ ناخواندگی کے مسئلہ کا حل اگر فقہ السیرۃ

ﷺ کی روشنی میں تلاش کیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مدینہ میں جہالت و ناخواندگی کے مسائل کو حل کیا اور تعلیم عام کی، آپ ﷺ کی کوششوں سے خواندگی کی شرح میں اضافہ ہونا شروع ہوا۔[18] اور تعلیم کا حاصل کرنا ہر مسلمان کے لیے فرض کر دیا گیا[19] پاکستان میں جہالت و ناخواندگی کو دور کرنے کے لیے آپ ﷺ کی سیرت پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔

قیام پاکستان سے ہی فرقہ واریت کے خاتمہ کے لیے نہ صرف قومی معاہدات ہوئے بلکہ حکومت کی خارجہ پالیسی بھی بہت معتدل رہی ہے اور دہشت گردی کے خاتمہ کے لیے بین الاقوامی امن معاہدات بھی ہوتے رہے ہیں۔ اس سب کے باوجود پاکستانی معاشرے میں فرقہ واریت بہت شدت اختیار کر چکی ہے۔ مسلمانوں نے مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اٹھا لیے ہیں۔ فرقہ واریت کی وجہ سے ہونے والے پر تشدد واقعات کہ جس میں کئی بے گناہ شہید کیے جا رہے ہیں۔ کہیں مساجد میں نمازوں کے دوران، کہیں مجالس میں بم بلاسٹ اور کہیں خود کش بمبار اپنی مذموم کاروائیوں کے ذریعے امت مسلمہ کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اس طرح فرقہ واریت کی یہ وباء دہشت گردی کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ اگرچہ دستور پاکستان میں مختلف فقہی تشریحات کو انفرادی و اجتماعی لحاظ سے ماننے کی گنجائش موجود ہے۔ لیکن اس گنجائش کا مطلب فقہی اختلافات میں اضافہ نہیں ہے فقہی آراء و مکاتب فکر اگرچہ متنوع ہیں مگر جب یہ عقائد کی شکل اختیار کر لیتے ہیں تو اس سے گہری تقسیم پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر ہر فرقہ اپنے آپ کو درست اور دوسرے کو غلط قرار دیتا ہے۔ اسلام زندگی کے ہر معاملے میں ناجائز قومیت، فرقہ واریت اور گروہ بندیوں و عصبیت سے گریز کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ایسی خبروں کی اشاعت پر گریز کا حکم ہے جس سے معاشرے میں تعصب، گروہ بندیاں اور فرقہ واریت و منافرت پیدا ہو[20]۔

فرقہ واریت کے مضمرات اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ باہمی بغض، نفرت انتشار و افتراق کا سد باب کر کے باہمی مودت، اخوت یگانگت اور اتحاد و یکجہتی کو فروغ دیا جائے۔ سیرۃ ﷺ کی روشنی میں آپس میں عزت و تکریم پر عمل پیرا ہونے کا درس ملتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا" قیامت کے روز بنی آدم سے زیادہ مکرم اللہ کی بارگاہ میں کوئی چیز نہیں ہو گی۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ مقربین فرشتے بھی نہیں؟ فرمایا فرشتے بھی انسان سے معزز نہیں ہوں گے وہ تو مجبور ہیں۔ جیسے سورج و چاند[21] ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ[22] " کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سرخ کو کسی سیاہ پر اور کسی سیاہ کو کسی سرخ پر کوئی فضیلت حاصل نہیں سوائے تقویٰ کے۔ تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہو گا جو تم میں سے زیادہ متقی

ہوگا۔آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن تاریخی خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے انسانی مساوات اور وقار کے منافی قوانین اور طبقاتی و نسلی فرقہ واریت و امتیازات کے خاتمہ کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا:

"اے جماعت قریش! بیشک اللہ نے تمہاری جاہلانہ رسوم اور آباؤ اجداد پر فخر کرنے کا غرور مٹی میں ملا دیا ہے۔ تمام انسان آدم کی اولاد اور آدمؑ مٹی سے بنائے گئے تھے"[۲۳]۔

پاکستان میں فرقہ واریت کو ختم کرنے کے لیے نماز اور اذان کے اوقات، علماء کی زیر نگرانی خطبات جمعہ کی تیاری، ذرائع ابلاغ، قومی اور بین الاقوامی سطح پر کانفرنسز اور سیمینارز کے ذریعے فرقہ واریت سے پیدا ہونے والے مسائل کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔

پاکستانی معاشرہ میں انتہاء پسندی اور اشتعال انگیزی کی وجہ سے لوگ جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جبکہ قرآن سنت میں اس کے مقابلے میں صبر، عفو و درگزر اور احسان کی تعلیم موجود ہے۔ قرآن و سیرت رسول ﷺ سے اشتعال انگیزی و انتہاء پسندی کے بالمقابل میانہ روی کا درس ملتا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے خیر الأمور أوسطها[۲٤]

ایک اور جگہ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده[۲۵]

مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ کی پوری زندگی میں انتہاء پسندی و اشتعال انگیزی کی ایک مثال بھی نہیں ملتی۔ جب کہ عفو و درگزر اور برداشت کی سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں۔ حضور ﷺ نے باہمی نزاع کی صورت میں قرآن و سنت کی طرف لوٹنے کی تلقین کی ہے۔ تاکہ فرقہ واریت، تکفیریت اشتعال انگیزی اور انتہاء پسندی کا سد باب ہو۔آپ ﷺ کوئی بھی جنگی مہم ادا کرنے سے قبل ہدایات دیتے تھے کہ خبر دار کسی راہب، خاتون، بزرگ، اپاہج اور بچے کو قتل نہ کرنا جن کی تفاصیل، احادیث، تفسیر اور کتب سیرت میں میسر ہیں[۲٦]جب کہ دہشت گرد جہاد اور عام جنگوں میں کسی قسم کا فرق نہیں کرتے۔ میثاق مدینہ کی رو سے جنگ کا اختیار رسول ﷺ کے ہاتھ میں تھا۔ پاکستانی مکاتب فکر کے نزدیک کوئی بھی جنگ حکمران کی اجازت کے بغیر شروع نہیں کی جاسکتی۔ اسی طرح صرف غلبہ حاصل کرنے کے لیے جنگ جائز نہیں ہے۔ اسی بناء پر فقہاء نے ہر طرح کی جنگ کو درست قرار نہیں دیا اور اسلامی قانون کی رو سے طاقت حاصل کرنے کی جنگ جیسا کہ آج کل دہشت گرد گروپ کر رہے ہیں، کسی بھی

صورت میں درست نہیں ہے۔آپ ﷺ نے کسی کے ظلم کا بدلہ دوسرے سے لینے کی ممانعت بھی کی میثاق مدینہ میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ اسی میثاق مدینہ میں ایفائے عہد کرنے والوں کو ریاستی تحفظ کی ذمہ داری بھی دی گئی۔ اس ضمن میں فرمایا اور اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کا محافظ ہے جو اس دستور کے معاہدات کی پاس داری کرے اور خلاف ورزی اور عہد شکنی سے پرہیز کرے اور اسی طرح اللہ کے رسول اللہ ﷺ بھی اس کے محافظ ہیں۔آپ ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد تمام طبقات کو ایک وحدت میں پرونے کے لیے اتفاق رائے سے دستور مرتب کیا، جسے میثاق کہتے ہیں۔ اس تاریخ انسانی کے سب سے پہلے دستور کے دوسرے آرٹیکل میں فرمایا گیا إنهم أمة واحدة من دون الناس[۲۷] تمام لوگوں کے بالمقابل ایک الگ سیاسی وحدت ہو گی۔ پاکستان میں تصور امت کا فروغ نہایت ضروری ہے یہ موجودہ کشیدہ صورت حال سے نکالنے میں معاون ثابت ہوگا۔

پاکستان میں نوجوان نسل مغرب کی اندھی تقلید کر رہی ہے۔ جب کہ مغربی تہذیب کی اساس بے راہ روی اور کفر پر ہے اس لیے ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات کو نہ صرف مقامی بلکہ غیر ملکی زبانوں میں بھی عام کیا جائے۔ وہ تمام اقدامات جو غلط ہوں اور امت کی بھلائی اور نفع رسانی کے لیے نہ ہوں ان کو ختم کر دیا جائے۔ اسلام نے ساری کائنات کی مخلوق کو یہ درس دیا کہ ملت اسلامی کا رب سارے جہاں کا رب ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے خطبہ حجۃالوداع کے تاریخی موقع پر فرمایا

> ’’حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے یہ فرماتے سنا۔ خبردار! میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ مغرب کی جانب سے سب سے زیادہ قابل مذمت عمل گستاخانہ خاکوں کی اشاعت ہے۔ جس نے پورے عالم اسلام کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔[۲۸]

ایک مسئلہ اپنی سیاست اور جمہوریت سمیت حکمرانی کے نظام میں شفافیت کے نظام سے جڑا ہے۔ عملی طور پر ہماری سیاست اور جمہوریت کا جو بڑا گٹھ جوڑ کرپشن اور بدعنوانی کی سیاست سے جڑا ہوا ہے اس کو کمزور یا ختم کرنا ہی ایک بامقصد سیاست اور جمہوری عمل کو تقویت دینے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔[۲۹]

سیرت ﷺ کے مطابق سیاسی نظام میں تین چیزوں کی اصلاح ضروری ہے کہ سیاسی نظام ملوکیت، جاگیرداری، سرمایہ داری یا مغربی جمہوریت کے ذریعے قائم نہ ہو کیوں کہ ان سب عوامل کا اسلام کے ساتھ سرے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کا پیغام طبقاتی امتیاز کے خاتمہ کے لیے ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے پہلے خطبہ میں فرمایا تھا، لوگو! سب سے بڑی سمجھ داری تقویٰ ہے اور بڑی نادانی گناہ کا کام ہے۔ تم میں سے جو

ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ اس کا حق دلوادوں اور قوی ضعیف ہے یہاں تک کہ اس سے غریب کا حق لے لوں میں متابعت کرنے والا ہوں، متبدع نہیں۔ اگر میں اچھائی کروں تو میری مدد کرو، اگر غلط کروں تو مجھے درست کرو، اور تم لوگ اپنا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمھارا محاسبہ کیا جائے۔[۳۰] پاکستان کی تشکیل نو کے لیے حکمرانوں کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح عوام کی خدمت کو اپنا شعار بنانا ہوگا۔ ہمارے ملک میں تضاد خیالی اور تنگ نظری کا یہ عالم ہے کہ اکثر اوقات ایک دوسرے کو رجعت پسند، قدامت پسند، اسلام دشمن مغرب زدہ آزاد خیال اور مرتد جیسے سخت القابات سے نوازا جاتا ہے۔ ان حالات میں حکمران طبقہ کو صحیح اسلامی سیاسی نظام کی نہج پر قائم کرنے کا واحد راستہ سیرت رسول ﷺ ہی ہے۔ اس سلسلے میں فکری یک جہتی وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ان کا حل انفرادی طور پر ممکن نہیں بلکہ اجتماعی اجتہاد کے لیے ادارے تشکیل دیئے جائیں۔ یہ ادارے مجالس قانون ساز کا باقاعدہ حصہ ہوں، جہاں دوسرے ماہرین کے ساتھ ساتھ تمام مکاتب فکر کے علماء کو برابری کا حق حاصل ہو۔

پاکستان میں امن و امان کی صورت حال ناگفتہ بہ ہے، بدامنی، قتل و غارت، اغوا برائے تاوان، بم بلاسٹ، دھماکے اور خود کشی وغیرہ نے ہمارے سیاسی نظام کو تباہ کرکے رکھ دیا ہے۔ جب کہ داخلی سیاسی نظام کے لیے امن وامان کا قیام نہایت ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسلامی ریاست کی بنیاد رکھنے میں داخلی امن کی طرف توجہ فرمائی اور آپ ﷺ کا یہ فرمان سچ ہو کر رہا ایک وقت ایسا آئے گا جب صنعاء یمن سے ایک محمل نشین خاتون تنہا سفر کرے گی اور اس کو خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا[۳۱]۔ آپ ﷺ نے داخلی امن کا قیام ضروری قرار دیا اور اس کے لیے بے لاگ عدل وانصاف، عدلیہ کی بالادستی اور ریاستی اداروں کے استحکام واصلاح کے لیے احتساب کے عمل کو جامع قرار دیا۔

اسی طرح احتساب کے نظام کو بھی مضبوط بنانا ہے۔ فقہ السیرہ ﷺ کے مطابق ریاست میں قائم کردہ تمام شعبوں کے استحکام پر خصوصی توجہ ہونا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ نے ملازمین کا تقرر اہلیت کی بنیاد پر کرنے پر زور دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی کام نااہل کے سپرد کیا جائے تو قیامت کا انتظار کیا جائے[۳۲]۔ سفارش اور اقرباء پروری ریاستی اداروں کو کھوکھلا کرتے ہیں اور پاکستانی ثقافت کا انحصار انہی دو چیزوں پر ہے۔ آپ ﷺ نے اس طرح کی تہذیب و ثقافت کی سختی سے مذمت کی اور ارشاد فرمایا:

''کیا تم اللہ کی حدود میں سفارش کر رہے ہو؟ پھر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کہ اے لو گو بے شک تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی معزز چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی نادار چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔ خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں ضرور اس کے ہاتھ کاٹتا''[۳۳]

اس کے علاوہ تمام حکام و افسران کے طرز عمل اور اثاثوں کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔ فقہ السیرہ کی روشنی میں فرائض احتساب کا سب سے بڑا فرض عمال کا محاسبہ تھا، یعنی جب عمال زکوۃ اور صدقہ وصول کرکے آتے تھے۔ تو آپ ﷺ ان کے کام کا جائزہ لیتے"[۳۴]

ایک بار ابن التبیہ کو صدقہ وصول کرنے بھیجا تو آپ ﷺ نے ان کا جائزہ لیا۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ مال مسلمانوں کا ہے اور یہ مجھ کو ہدیۃً ملا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کو گھر بیٹھے یہ ہدیہ کیوں نہ ملا؟[۳۵]

ہمارے ہاں احتساب کا فقدان پایا جاتا ہے۔ اس کے لیے سب سے زیادہ ضروری آزاد عدلیہ کا قیام ہے۔ پاکستان میں استحکام کے لیے حاکم و محکوم، امیر و غریب، افسر و ماتحت سب کے ساتھ مساویانہ سلوک کرنا لازمی ہے۔ آپ ﷺ اپنے دور میں محکمہ احتساب کی جملہ ذمہ داریاں خود ادا فرماتے تھے۔ آپ ﷺ احتساب پر سختی سے عمل کرواتے اور جو لوگ باز نہ آتے انھیں سنگین سزائیں بھی دلاتے تھے۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ کے عہد سے متعلق مذکور ہے:

یعنی آنخضرت ﷺ کے دور میں دیکھا کہ جو لوگ تخمینا غلہ خریدتے تھے ان کو اس بات پر سزا دی جاتی تھی کہ اپنے گھر میں منتقل کرنے سے پہلے اس کو خود اس جگہ بیچ ڈالتے جہاں اس کو خریدا تھا آپ ﷺ نے اپنے عہد میں اس بات کی طرف خصوصی توجہ دی کہ افراد ذہنی و اخلاقی طور پر اتنے پاکباز ہوں کہ ریاست و قانون کی کم سے کم مداخلت پر بھی دیانتداری سے کام کریں[۳۶]۔

عقائد اسلام پر عمارت اسلام کی روحانی، قلبی، دماغی، سماجی، معاشی اور سیاسی بنیادیں قائم ہیں۔ اگر معاشرے کے افراد کی ایمانیات خمسہ پر غیر یقینی اور شک کی کیفیت پیدا ہو جائے تو اسلام کی عمارت میں ضعف آنے لگتا ہے۔ اور جوں جوں شکوک و شبہات کی کیفیت بڑھتی ہے تو اسلام کی عمارت پیوند خاک ہونے لگتی ہے۔

اسلام کا بنیادی عقیدہ توحید ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں تمام انسان برابر ہیں۔ توحید کا تصور اس وقت تک بے معنی ہے۔ جب تک یہ سارے انسانوں کی مساوات کو ملتزم نہ ہو۔ توحید کے جوہر میں ہی عملا مساوات،

اخوت اور آزادی داخل ہیں شخصی وانفرادی ترقی کے لیے ہر شخص کو برابر مواقع ملنے چاہئیں قابلیت معیار ہے، رنگ و نسل کے امتیازات معیار نہیں اور خدا کی نظر میں محبوب ترین انسان وہ ہے جو تقویٰ میں بڑھا ہوا ہے۔[۳۷] جب کہ انسان دوستی کے نقطہ نظر سے اسلام دوسرے مذاہب کے پیروں کاروں کو برابری کا درجہ دیتاہے۔[۳۸]

ہر مسلمان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ سوائے خدا کے کسی کی اطاعت نہ کرے۔ قانون الٰہی کے سامنے جھک جانا انسان کو ہر فرد کی غلامی سے آزد کردیتاہے۔ پاکستانی معاشرہ کو سفارش، رشوت اور غلامی سے پاک کرناہوگا۔ مسلمان عقیدہ کی بنیاد پر رشتہ اخوت سے منسلک ہیں۔ بنیادی انسانی حقوق کے اعتبار سے ان میں کوئی امتیاز نہیں کیاجاتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا

ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے، کہ ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے[۳۹]۔

پاکستان کے مسائل کے حل کے لیے عدل و انصاف کی فراہمی بہت اہم ہے۔ عدل ایجابی طور پر ایسے معاملہ کو کہتے ہیں جس میں برابری اور غیر جانبداری ہو اور جب اس کا معاشرے پر اطلاق کیا جاتاہے تو یہ ضروری ہے کہ طاقتور کے مقابلہ میں کمزور کی حفاظت کی جائے۔ مظلومین کو حقوق دلوانے اور مفسدین کو سزا دینے کے لیے انصاف کا عمل انتہائی ضروری ہے۔ آپ ﷺ نے میثاق مدینہ کے دستور میں کسی بھی فریق کی جانب سے کئے گئے ظلم کے خلاف مشترکہ کاروائی کرنے، تمام طبقات کے لیے یکساں قانون کی پاسداری کرنے اور عوام کو انصاف کی فراہمی کی بھی یقین دہانی کرائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دستور کسی ظالم، مجرم، باغی یا عہد شکن کو تحفظ فراہم نہیں کرے گا جس میں قصاص کا حصول لازم اور قاتل کی مدد کرنا ناقابل معافی جرم ہے[۴۰]۔

اسلام انسانیت کو رواداری کی بنیاد پر متحد کرنے کے لیے قوی ترین عامل ہے۔ اسلام خلاف عقل عداوتوں کو ختم کرنا چاہتاہے اور عالمگیر خیر سگالی اور باہمی محبت کو فروغ دیتاہے جس سے معاشرے میں حقوق وفرائض کی آگاہی کے ساتھ ساتھ ذمہ داری کا فروغ بھی ہوتاہے۔ آپ ﷺ عرب معاشرے میں امن کا پیغام لے کر آئے اور ایک عظیم انقلاب برپا کیا۔

تاریخ اسلامی کے بہت سے واقعات سے راواداری کی اعلیٰ مثالیں ملتی ہیں۔ خاص طور پر صلح حدیبیہ کی وجہ سے رواداری کا فروغ ہوا،[۴۱] اور باہمی منافرت اور دشمنی دور ہوئی، جسے قرآن کریم نے عظیم الشان فتح قرار دیا ہے۔[۴۲]

دینِ اسلام کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ وہ تمام انسانوں کو ایک انسانی وحدت کی لڑی میں پروتا ہے، چاہے وہ کسی جنس،مذہب، نسل یا رنگ سے تعلق رکھتے ہوں، اس انسانی وحدت کی اصل بنیاد اور طبیعت ایک ہی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون مت کرو[۴۳]

آپ ﷺ نے باہمی تعاون کے فروغ کے لیے فرمایا"

جو مسلمان لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور ان سے پہنچنے والی تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو نہ لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور نہ ہی ان کی تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے[۴۴]۔

ایک مثالی ریاست ایسی ریاست ہوگی جہاں قانون کی بالادستی ہوگی، ریاست کے سبھی شہریوں بشمول اقلیتوں کو ان کے بنیادی حقوق مساوی بنیادوں پر حاصل ہوں گے، غربت بھوک اور بیروزگاری جیسے ناموں سے عوام قطعاً نا آشنا ہوں گے کسی بھی معاشرے میں بگاڑ تبھی جنم لیتا ہے جب ریاست کا بااثر طبقہ یا جرائم پیشہ افراد محض حکامِ بالا تک اپنی رسائی کے زعم میں مبتلا ہو کر قانون کو ارزاں گردانتے ہیں اور اس کی بالادستی کو تسلیم نہ کرتے ہوئے سرکشی کے مرتکب ہوتے ہیں۔بہت آسان اور سیدھی سی بات ہے کہ اگر ریاست کے مختلف اداروں کا نظام صرف درست، بروقت اور فعال ہو جائے تو عدل اور قانون کی بالادستی خود بخود قائم ہو جائے گی۔ پاکستانی معاشرے کے سیاسی عدم استحکام کے تدارک اور سیاسی غلبے کے حصول کیلئے کو فروغ دینا چاہیے۔

نتائج بحث:

اس مقالہ میں پاکستان کے معاشرتی، سیاسی اور معاشی مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔پاکستانی معاشرے کا سب سے بڑا مسئلہ فکری وحدت کی کمی اور انتشار ہے۔ پاکستانی معاشرے کے دیگر اہم مسائل میں جہالت و ناخواندگی، غربت وافلاس،فرقہ واریت،اشتعال انگیزی، مغربی تہذیب کی تقلید، غیر مستحکم معیشت،امن وامان کا قیام، ریاستی اداروں میں عدم تعاون اور احتساب وغیرہ شامل ہیں۔ جبکہ آپ ﷺ کی تعلیمات امن وآشتی و اخوت پر مبنی ہونے کے ساتھ ساتھ داخلی و خارجی امن کی ضامن بھی ہیں۔اس لیے پاکستانی معاشرے کی تشکیل نو کے لیے عہد نبوی ﷺ میں ریاست مدینہ کی تشکیل نو کو بیان کرکے پاکستانی معاشرے کے مسائل کا حل بیان کیا گیا ہے۔اور تجاویز بھی دی گئی ہیں۔ جن میں اہم ترین دولت کی مساویانہ تقسیم، سماجی انصاف اور روزگار کی فراہمی شامل ہیں۔

سفارشات:

۱۔ پاکستان کی موجودہ صورت حال ایک ایسی متفقہ قیادت کو سامنے لانے کا تقاضا کرتی ہے جو اسلام کے اصولوں سے بہرہ ور ہو۔آپ ﷺ کے پیش کردہ افکار و کردار کو پاکستان کے مسائل کے حل کے لیے ہر سطح پر بنیادی اور ثانوی نصاب کا حصہ بنایا جائے۔اور آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی مختلف جہتوں ، معاشرتی، معاشی، سیاسی، اخلاقی کو سیمینارز، کانفرنسز اور ورکشاپس میں نمایاں طور پر پیش کیا جائے۔

۲۔ تمام علماء ومذہبی اسکالرز کو اپنے دروس، خاص طور پر جمعہ و عیدین کے خطبات میں پاکستان کے مسائل کے حل کے لیے مثبت کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

۳۔ اس وقت ہماری عالمی تصویر میں جو مثبت اشارے ابھرے ہیں ان کو بنیاد بنا کر ان کو اور زیادہ داخلی اور خارجی سیاست میں مستحکم کرنا ہوگا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ لیاقت علی نیازی، پاکستانی معاشرہ (نوائے وقت، ۱۷ نومبر ۲۰۱۷)
Liyaqat Ali Niazi, Pakistani Muashira, (Daily Nawaiwaqt, Nov 17, 2017)

۲۔ سید شریف الدین، مسلم لیگ کا قیام پس منظر اور جدو جہد (لاہور: نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن ۲۰۰۶) ص: ۱۶۔۲۰
Syed Shareef u din, Muslim Leag ka Qiam Pas Manzar awr Jadujuhad (Lahore: Nazria Pakistan Foundation 2006) p16-20.

۳۔ قریشی، اشتیاق حسین، برصغیر پاک و ہند کی ملت اسلامیہ، (مترجم، بلال احمد زبیر) پاکستان، شعبہ تصنیف و تالیف، کراچی، ۱۹۸۹)، ص:۱
Quraishi, Ishtiaq Husain, Barsagheer Pak wa Hind ki Millat I Islamia, (Translated by: Bilal Ahmad Zubair) Pakistan, Shuba Tasneef wa Taleef Karchi 1989, p1.

۴۔ ندوی، سید ابو ظفر مولانا، تاریخ سندھ (مطبع اعظم گڑھ، ۱۹۴۷) ص: ۱۲۵، ۱۲۴
Nadvi, Syed Abu Zafar Mawlana, Tarikh Sind, (Matba Azam Garh, 1947) p124, 125.

۵۔ نجیب آبادی، اکبر شاہ خان، مولانا، آئینہ حقیقت نما (در ہمدرد پریس، واقع کوچہ جیلان، طبع یافت)، ج، ا، ص ۵۴
Najeeb Abadi, Akbar Shah Khan Mawlana, Aiena Haqiqat Numa (Dar Hamdard press, waqi Kocha Jilan, Tabayapt), 1/54.

۶۔ ریاض، سید حسن، پاکستان ناگزیر تھا (کراچی شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ، ۲۰۱۰)، ۴۔۵
Riaz, Syed Hasan, Pakistan Naguzeer Tha (Karach Shuba Tasneef wa Taleef wa Tarjuma, 2010) p4-5.

۷۔ حوالہ مذکورہ ص: ۵۔۴
Ibid, p4-5.

۸۔ المجاہد شریف، پروفیسر، تحریک پاکستان پس منظر و تجزیہ (کراچی: قائد اعظم، اکادمی، ۱۹۸۷) ص: ۱۔۱۱
Al-Mujahid Sharif, Prof, Tahreek Pakistan pasmanzar wa Tajzia,(Karachi: Qaid Azam, Academy 1987), p1-11.

۹۔ صدیقی، اقبال احمد (مترجم) قائد اعظم: تقاریر و بیانات (لاہور: ۱۹۹۸)، ص ۲۰۳، ۲۰۲
Siddique, Iqbal Ahmad (Tranlater) Qaid Azam: Taqareer wa Bayanat, (Lahore: 1998), p:202,203.

۱۰۔ انصاری، ظفر احمد، ہمارے دستوری مسائل کا نظریاتی پہلو (کراچی: آفاق پبلیکیشنز، س ن)، ص: ۹
Ansari, Zafar Ahmad, Hamaray Dasturi Masail ka Nazriati Pehlu,(Karchi: Afaq Publications). P: 9.

۱۱۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب کسب الرجل و عملہ بیدہ، ح، ۲۰۷۲
Bukhari, Muhammad bin Ismail, al-Jami al-Sahih, Kitab ul Buyu, bab Kasab u al-Rajul wa Amaluhu, H#2072.

۱۲۔ سورۃ النساء، ۴: ۱۰۰
Surat al-Nisa: 100.

۱۳۔ الترمذی، ابو یحیٰ محمد بن عیسی بن سورۃ، الشمائل المحمدیہ والخصائص المصطفویۃ، باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ، ص ۲۷۸، ح: ۳۳۷
Al-Tarmizi, Abu Yahya Muhammad bin Eisa bin Surah, al-Shamail al-Muhammadia wal Khasayas al-Mustafawiah, bab Ma Jaa fi Tawazu Rasool Allah (PBUH), p:278, H#337.

۱۴۔ ابی داؤد، سلیمان بن الاشعث السجستانی الازدی، سنن ابی داؤد، کتاب الخراج، باب فی اقطاع الارضیہ، ح: ۳۰۶۴
Abu Dawood, Sulaiman bin al-Ashath al-Sajistani al-Azdi, Sunan Abi Dawood, Kitab al-Khiraj, Bab fi Aqtae al-Ardia, H#3064.

۱۵۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح (دارالفکر، بیروت) کتاب المساقاۃ، باب فضل الغرس والزرع، ح: ۳۰۶۹
Al-Qushairi, Muslim bin al-Hujjaj, al-Jami al-Sahih, (Bayrut: Darulfikar), Kitab ul Musallaqat, bab Fazl al-Ghars wa al-Zare, H#3069.

۱۶۔ ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والآمارۃ والفئ، باب فی آخذ الجزیہ، ح ۳۰۷۳۔
Abu Dawood, Sunan, Kitab ul Khiraj wa al-Amarah wal Fay, Bab fi Akhz al-Jizya, H#3073.

۱۷۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، (بیروت داراحیاء التراث العربی، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۹۹۵م)، ہجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۰۱، ۲۰۲.

Ibn Hisham, al-Sirat Nabawia,(Bayrut, Dar Ihya al-Turath al-Arabi, al-Tabat ul Aola,1995), Hijrat al-Rasool (PBUH), p201, 202.

۱۸۔ البخاری، الجامع الصحیح للبخاری، (بیروت: دار ابن کثیر، الطبعۃ الرابعۃ، ۱۹۹۰)، كتاب العلم، باب مَا كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَتَخَوَّلُهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ وَالْعِلْمِ كَيْ لاَ يَنْفِرُوا،ح :۶۸۔ الخیاری،احمد یاسین،تاریخ معالم المدینہ المنورہ قدیما وحدیثا (القاہرہ،نادی المدینہ المنورہ،۱۹۹۰)، ص، ۴۴،۱۶۵،۱۶۱

Al-Bukhari, al-Jami al-Sahih, (Bayrut, Dar ibn Katheer, al-tabatulrabiah, 1990), kitab ul Elam, bab ma kan al-nabiu (PBUH) Yatakhawluhum bil Mawezah wal Elam kay la Yanfiru, H#68. Al-Khiyari, Ahmad Yaseen, Tarikh Maalim al-Madina Qadeeman wa Hadithan, (Cairo, Nadi al-Madinah al-Munawwarah, 1990) p:44, 161,165.

۱۹۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم (الریاض: دارالسلام، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۹۹۹)، ح: ۲۲۴

Ibn Majah, Muhammad bin Yazeed al-Qazwaini, Sunan, Kitab al-sunah, Bab Fazal al-ulama wal Hath Ala Talab al-Elam, (al-Riaz: Darussalam, al-Taba al-Aola, 1999) H#224.

۲۰۔ السجستانی، سنن ابو داؤد، ابواب النوم، باب فی العصبۃ، (بیروت: دارالحدیث، الطبعۃ الاولیٰ)، ص ۳۵۷، ح ن: ۵۱۲۱

Al-Sajistani, Sunan Abi Dawood, Abwab al-Nawm, Bab fi al-Usbah, (Bayrut: Darul Hadith, al-taba al-Aola),p:357, H#5121.

۲۱۔ المتقی الھندی، حسام الدین بن عبدالملک البرہانپوری، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال (بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ: ۱۴۱۹ھ)، ۱۹۲/۱۲

Al-Mutaqi al-Hindi, Hissamuddin bin Abdulmalik, al-Burhanpuri, Kanzulummal fi Sunan al-Aqwal wal Afaal, (Bayrut: Muassasatul al-Risalah: 1419h), 12/192.

۲۲۔ البیہقی، ابی بکر محمد بن حسین، شعب الایمان (بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ۱۹۹۰)، ح: ۵۱۳۷

Al-Bayhaqi, Abu Bakkar Muhammad bin Husain, Shuabuliman, (Bayrut: Darulkutub al-Elmiah, 1990),H#5137.

۲۳۔ تفصیل کے لیے دیکھیں۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، میثاق مدینہ (۲۸)، ۵۱/۳

See for detail: Ibn Hisham, al-Sirat al-Nabawiya, Mithaq Madina(28), 3/51.

۲۴۔ البیہقی، شعب الایمان، ۲۷۳/۳

Al-Bayhaqi, Shuabuliman, 3/273.

۲۵۔ الترمذی، الجامع، باب ماجاء فی المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده ،(مكة المكرمة: المكتبة التجارة، الطبعة الاولیٰ ،۱۹۹۳)،ح: ،۲۶۲۷۔

Al-Tirmizi, al-Jami, Bab ma Jaa fi al-Muslim man salima al-muslimoona min lisanihi wa yadihi, (Makka al-Mukarramah: al_maktaba al-Tijariya, al-Taba al-Aola, 1993), H#2627.

۲۶۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب ماجاء فی المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده

Al-Bukhari, al-Jami al-Sahih, Kitabul al-Iman, Bab ma Jaa fi al-Muslim man salima al-muslimoona min lisanihi wa yadihi,

۲۷۔ البخاری، الجامع کتاب الجهاد، باب قتل الصبیان فی الحرب، باب قتل النساء فی الحرب، ح: ۳۰۱۴۔۳۰۱۵۔۳۰۲۲

الانسان- بیسونی، محمود شریف، الوثائق الودلیة المعنیة بحقوق الانسان (القاهرة: دارالشروق، ۲۰۰۳)، المجلد الثانی صحیفة المدینة دا هجریة) کتابة ﷺ المهاجرین والانصار والیهود وقد نشرت هذه الوثیقة بتصریح من المهد الدولی الحقوق الانسان بجامهة دی بول، شیکا غو، جامعة میسوتا، مکتبة حقوق الانسان

Al-Bukhari, al-Jami al-Sahih, Kitabul Jihad, Bab Qatli al-Sibyan fi al-Harb, Bab Qatli al-Nisa fi al-Harb, H#3014-3015, 3022.

۲۸۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب الانصات، للعلماء، ح: ۱۲۲

Al-Bukhari, al-Jami al-Sahih, Kitabulilam, bab al-Insat lil-ulama, H#122.

۲۹۔ افتخار گیلانی، آزای، اظہار، تضادات اور مسلمان (ترجمان القران ۱۰اکتوبر، ۲۰۱۸)

Iftikhar Gilani, Azai, Izhar, Tazadat awr Musalman, (Tarjuman al-Quran10 October,2018).

۳۰۔ المتقی الهندی، کنز العمال، باب الاول فی خلافة الخلفاء ۵/۶۳۳

Al-Mutaqi, al-Hindi, Kanzulummal, bab al-awal fi Khilafat ul Khulafa, 5/633.

۳۱۔ البخاری، الجامع، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، ح: ۳۶۱۲

Al-Bukhari, al-Jami, Kitab al-Manaqib, bab Alamat al-Nubuwat fi al-Islam, H#3612.

۳۲۔ البخاری، الجامع، کتاب العلم، باب من سئل علما وهو مشغول فی حدیثه فاتم الحدیث ثم احباب المسائل، ح: ن ۵

Al-Bukhari, al_Jami, Kitab al-Elam, Bab Man Suala Elman wa howa mashghulun fi Hadithhi faatamm al-Ḥadīth thuma Ajab al-Masail, H#5.

۳۳۔ البخاری، الجامع، کتاب احادیث الانبیاء، باب ۵۴، ح: ۳۴۷۵

Al-Bukhari, al-Jami, Kitab Aḥādīth al-Anbia, bab 54, H#3475.

۳۴۔ البخاری ، الجامع الصحیح ، کتاب الهبة وفضلها والتحریص علیها، باب من لم یقبل الهدیة لعله، ح، ۲۴۹۷

Al-Bukhari, al-jami al-Sahih, Kitabul Hibah wa Fadluha wa al-Tahris alaiha, bab man lam yuqbal al-hadiyah liellah. H#2497.

۳۵۔ تفصیل کے لیے دیکھیں:

المتقی الھندی، البرہان پوری، حسان الدین بن عبد المالک (کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال) ۱۲/۱۹۲

See for detail: Al-Mutaqi, al-Hindi, Kanzulummal, fi Sunan al-Aqwal wa al-Afal, 12/192.

۳۶۔ البخاری، الجامع، کتاب البیوع، باب من رأى إذا اشترى طعاما جزافا أن لا يبيعه حتى يؤويه إلى رحله والأدب في ذلك، ح، ۲۱۳۷

Al-Bukhari, al-Jami, Kitab ul-Buyu, bab man ra'a Iza Ishtara Ta'aman Jazafan an la Yabiuhu Hata yuawihi Ila Rihlihi waladab fi Zalik. H#2137.

۳۷۔ البیہقی، شعب الایمان، ۵۱۳۷

Al-Bayhiqi, Shuabuliman, H#5137.

۳۸۔ Ameer Ali Syed, The spirit of Islam, A History of the Evolution and Ideals of Islam (London, Christophers), 165.

۳۹۔ البخاری، الجامع، کتاب المظالم باب نصر لمظلوم، ح: ۲۴۴

Al-Bukhari, al-jami, KitabulMazalim, bab Nasrun limazlum, H#244.

۴۱۔ ابراھیم العلی، السیرۃ النبویۃ، (بیروت دار النفائس) ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۵م، الطبعۃ الاولیٰ) ص، ۱۴۸-۱۴۹، ح ۱۴۹

Ibrahim, al-Ali, al-Sirat al-Nabawia, (Bayrut, darunafays) 1415h, 1995, al-Taba tulaola) p:148-149, H#149

۴۲۔ ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری بشرح صحیح الامام ابی عبداللہ محمد بن إسماعیل البخاری (بیروت، دار المعرفۃ، الطبعۃ الاولیٰ ۲۰۰۹ء) ۲۵۶/۵.

Ibn Hajar, Ahmad bin Ali, Fathulbari, bisharh Sahih al-imam abi Abdullah Muhammad bin Ismail al-Bukhari, (Bayrut: Darulmarifat, al-tabatulaola2009), 5/256.

۴۳۔ سورۃ الفتح، ۴۸: ۱

Surat al-Fath: 48.

۵۰۔ سورۃ المائدۃ: ۵: ۲

Surat ul Maida, 2.

۵۱۔ الترمذی، سنن، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب مِنْهُ، ۲۵۰۷

Al-Tarmizi, Sunan, Kitab Sifat ul Qiyamah wa al-Riqaiq wa al-wara An Rasool Allah (PBUH) bab Minhu, H#2507.